Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 05, **Issue** 03, July - September 2026, **PP**: 290-300
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

سورۃ الأحزاب کی منتخب فقہی مباحث کا جائزہ: الجامع لأحکام القرآن کی روشنی میں

An Analysis of Selected Juristic Issues in Sūrah al-Aḥzāb: In the Light of al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān

1. Amina Bibi maryambatool@gmail.com	*Doctoral Candidate, Qurtuba University of Science and Information Technology, Dera Ismail Khan.*
2. Dr. Muhammad Aslam Khan maslamkhanqurtuba@gmail.com	*Professor, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology, Dera Ismail Khan.*
3. Dr. Muhammad Atta ul Baseer attaulbaseer123@gmail.com	*Arabic Teacher, GHS No. 1, Tank KPK.*

How to Cite: Amina Bibi, Dr. Muhammad Aslam Khan and Dr. Muhammad Atta ul Baseer. 2026: "An Analysis of Selected Juristic Issues in Sūrah al-Aḥzāb: In the Light of al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 5 (03): 290-300.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
05-08-2026	23-09-2026	30-09-2026

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

سورۃ الأحزاب کی منتخب فقہی مباحث کا جائزہ: الجامع لأحکام القرآن کی روشنی میں

An Analysis of Selected Juristic Issues in Sūrah al-Aḥzāb: In the Light of al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān

1. **Amina Bibi**
Doctoral Candidate,
Qurtuba University of Science and Information Technology, Dera Ismail Khan.
maryambatool@gmail.com

2. **Dr. Muhammad Aslam Khan**
Professor, Department of Islamic Studies,
Qurtuba University of Science and Information Technology, Dera Ismail Khan.
maslamkhanqurtuba@gmail.com

3. **Dr. Muhammad Atta ul Baseer**
Arabic Teacher, GHS No. 1, Tank KPK.
attaulbaseer123@gmail.com

Abstract

The present research article, entitled "An Analysis of Selected Juristic Issues in Sūrah al-Aḥzāb: In the Light of al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān, presents a research-based study of selected important juristic issues addressed in Sūrah al-Aḥzāb. The study primarily draws upon Imam al-Qurṭubī's renowned Qur'anic exegesis, al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān, as its principal source and examines the jurisprudential dimensions of the relevant verses. In addition, the views of eminent Muslim jurists and scholars, along with relevant Prophetic traditions, are examined to further elucidate and critically analyze these issues. Following an introduction to Sūrah al-Aḥzāb, including its name, the reason for its designation, the period of its revelation, and its major themes, the study focuses particularly on resemblance to disbelievers and transgressors, Ẓihār, the legal implications of addressing one's wife as a mother, sister, or daughter, and the Sharīʿah rulings concerning an adopted son. The study establishes that the ruling regarding resemblance to disbelievers varies according to its nature, intention, and association with their distinctive religious symbols and practices. From a Sharīʿah perspective, a distinction must be made between resemblance in ordinary or customary matters and the deliberate adoption of distinctive religious symbols and practices associated with non-Muslims. Similarly, the nature of Ẓihār, its legal consequences, and the prescribed expiation are examined in the light of the Qur'an, Prophetic traditions, and authoritative works of Islamic jurisprudence. The study further demonstrates that merely addressing one's wife as a mother, sister, or daughter does not necessarily constitute divorce or Ẓihār; rather, the specific wording, intention, and relevant Sharīʿah principles must be taken into consideration. Furthermore, with regard to an adopted son, the verses of Sūrah al-Aḥzāb establish the principle that an adopted child should be attributed to his biological father and that the distinction between a biological son and an adopted son must be maintained in matters relating to lineage and its associated legal rulings. The objective of this study is to systematically present the juristic rulings derived from Sūrah al-Aḥzāb in the light of Imam al-Qurṭubī's exegetical approach and other authoritative sources of Islamic jurisprudence and Hadith, while providing a scholarly clarification of misconceptions that have emerged in the contemporary context concerning these issues. The study also highlights the

importance of examining the interrelationship between Tafsīr, Hadith, and Islamic jurisprudence for a proper understanding of the juristic implications of the verses of the Holy Qur'an.

Keywords: *Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān, Imam al-Qurṭubī, Sūrah al-Aḥzāb, Jurisprudential Opinions, Ẓihār, Divorce, Sharīʿah.*

تعارف وتسمیہ

اس سورت کا نام سورۃ الاحزاب ہے۔ اس کا یہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ میں آباد ہوئے تو ان کے خلاف کفار، یہود اور منافقین نے مل کر ایک اتحاد قائم کیا۔ دشمنان اسلام کے اس اتحاد نے مل کر مدینہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور مدینہ پر حملہ آور ہو گئے۔ اس وقت مسلمانوں نے ان لشکروں سے اپنا دفاع کرنے کے لیے خندق کھودی جس کی وجہ سے اس غزوہ کو غزوۂ خندق بھی کہا جاتا ہے۔ اس غزوہ میں تمام گروہوں نے اکٹھے ہو کر حملہ کیا تھا، تو اسی کی مناسبت سے حزب کی جمع احزاب بھی اس غزوہ کا نام پڑ گیا۔ پھر اسی غزوۂ احزاب کے موقع پر جو آیات نازل ہوئی تھیں، تو اسی کی مناسبت سے اس سورت کا نام الاحزاب ہے۔

نزول کا زمانہ

تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سورۃ الاحزاب مدنی سورت ہے۔ یعنی یہ مدینہ میں نازل ہوئی تھی، البتہ اس کی ایک آیت مکہ میں نازل ہوئی تھی جو کہ یہ ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَـهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ۔[1]

جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ کر دیں تو اس کام کے متعلق کسی مؤمن مرد اور مؤمنہ عورت کو کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔

دراصل یہ آیت مکہ میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ ان دو شخصیات کا نکاح مکہ مکرمہ میں ہوا اور یہ آیت اس نکاح کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سورۂ احزاب کی صرف یہی واحد آیت ہے جو مکی ہے۔ اس کے علاوہ اس سورت کی تمام آیات مدنی ہیں جن کی وجہ سے یہ سورت بھی مدنی سورت ہی کہلاتی ہے۔

سورۃ الاحزاب کے اہم موضوعات

یہ سورت درج ذیل موضوعات پر مشتمل ہے:

- اس سورت میں اکثر آیات ان منافقین کے رد اور مذمت میں نازل ہوئی ہیں، جو حضور ﷺ کو تکلیفیں پہنچاتے تھے اور ان کے خلاف ہر سازشی منصوبے میں پیش پیش رہتے تھے۔
- اس سورت میں بہت سی آیات غزوۂ بنو قریظہ اور غزوۂ احزاب کے حالات وواقعات سے متعلق بھی ہیں۔
- اس سورت میں معاشرت کے آداب کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ جیسے نکاح کے بعد ولیمہ کا تصور، خواتین کے پردے کا شرعی تصور اور حضور ﷺ کی تعظیم وادب سے متعلق آداب بیان ہوئے ہیں۔
- اس سورت میں مشرکین کے اس تصور کا رد بھی خوب وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جس میں وہ منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا سمجھتے تھے۔ پھر جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو طلاق دی اور اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا تو کفار نے یہ طعنے دینے شروع کر دیے کہ محمد نے اپنے بیٹے

کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ ان تمام باتوں کی وضاحت کے لیے بھی اس سورت میں آیات موجود ہیں۔

- اس صورت میں بہت سارے شرعی احکام کو بیان کیا گیا ہے۔ جیسے اللہ سے ڈرنا، منافقین و کفار کی اطاعت کرنے سے ممانعت، وحی کا اتباع کرنا واجب ہونا، مسئلہ ظہار کا شرعی حکم، رشتہ دار کو وارث بنانے کی میراث قرار دینا، دوستی اور ہجرت کے حلف کی وجہ سے ایک دوسرے کا وارث بننا، ازواج مطہرات کا مومنین کی مائیں ہونا، حضور ﷺ کی ختم نبوت، حضور ﷺ پر صلوۃ پڑھنا، طلاق دینے کا اختیار دینا، اللہ کے نبی کو تکلیف دینا حرام ہونا وغیرہ۔
- اس سورت میں غزوۂ احزاب اور غزوۂ بنو قریظہ کے ضمن میں یہود کی وعدہ خلافی کا ذکر، منافقین کی سازشوں کا ظاہر ہونا، غزوہ میں اللہ کی مدد و نصرت کا ذکر وغیرہ بیان کیا گیا ہے۔

سورۂ احزاب کی فقہی آراء کا درجہ ذیل میں علمی و تحقیقی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

کفار سے مشابہت کا حکم

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا[2]

اس آیت کریمہ میں حضور ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ کفار و منافقین کی بات نہ مانیں۔ امام قرطبیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں واضح کیا ہے کہ بات نہ ماننے سے مراد ان کی پیروی و اطاعت نہ کرنا ہے۔ یعنی جو کام وہ کرتے ہیں آپ ان کی مشابہت نہ اختیار کریں۔ بلکہ آپ صرف اس پر عمل کریں جو آپ کے رب کی طرف سے آپ کو حکم دیا جاتا ہے۔ امام قرطبیؒ نے آیت کی تفسیر میں یہ بھی وضاحت کی ہے کہ آیت میں مذکور کفار سے مراد مکہ مکرمہ کے مشرکین ہیں اور منافقین سے مراد مدینہ کے منافقین ہیں۔[3]

اب رہا یہ مسئلہ کہ عام مسلمانوں کے لیے کیا حکم ہے؟ کیا وہ کفار و فساق کی پیروی میں مشابہت اختیار کر سکتے ہیں یا ان کے لیے بھی ممانعت ہے؟ اس سلسلے میں حضور ﷺ کا عمل اور طریقہ یہ رہا ہے کہ آپ ﷺ نہ تو کفار کی پیروی کرتے تھے اور نہ ہی ان کے کسی طریقے کو اپناتے تھے، بلکہ آپ ﷺ ان کے عمل کے برعکس عمل اختیار کرتے تھے اور صحابہ کو بھی یہ حکم دیتے تھے کہ کفار کے طریقوں کے برعکس طریقہ اختیار کریں۔ اس سے متعلق ایک یہ روایت ہے جس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے:

بے شک یہود و نصاریٰ بالوں کو نہیں رنگتے، سو تم ان کی مخالفت کرو۔[4]

اسی طرح ایک دوسری روایت میں کفار کے طریقے کی مخالفت کرنے سے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مونچھیں کم کرو اور داڑھی بڑھاؤ اور مجوس (آتش پرست) کی مخالفت کرو۔[5] ان روایات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ حتی الوسع کفار کے طریقوں کے برعکس طریقہ اپنایا جائے اور ان کی کسی بھی طرح سے مشابہت اختیار نہ کی جائے۔

مشابہت کے حکم کی تحقیق

حضور ﷺ کے اپنے طریقے و عمل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کفار کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرماتے تھے۔ بہت سی احادیث و روایات میں بھی کفار کی مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت آئی ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

کفار کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کرنے سے متعلق حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک روایت بیان کرتے ہیں۔ جس میں انہوں نے حضور ﷺ کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا، اس کا اسی قوم میں شمار

ہو گا۔[6] اس طرح کفار کی مشابہت اختیار کرنے سے اجتناب کرنے کے متعلق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کا ایک قول بیان کیا ہے جس میں وہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: راہبوں کا لباس پہننے سے اجتناب کرو، جس نے رہبانیت اختیار کی یا راہبوں کے مشابہ بنا، وہ میرے طریقے پر نہیں ہے۔[7] اسی سلسلے میں ایک حدیث عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے جس میں حضور ﷺ کا یہ قول بیان کیا گیا ہے کہ ہمارے غیر کی مشابہت جو شخص اختیار کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ نصاریٰ کی مشابہت کرو نہ یہود کی۔ یہود کا سلام انگلیوں کا اشارہ کرنا ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا ہے۔[8]

علامہ مناویؒ کی تحقیق

حدیث میں جو الفاظ بیان ہوئے ہیں، ان الفاظ کی تشریح میں علامہ مناویؒ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کے متعلق امام ابن تیمیہؒ نے کہا ہے کہ جو شخص کفار کی مشابہت اختیار کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے۔ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ[9] تم میں سے جس نے بھی نصاریٰ سے دوستی رکھی وہ انہی میں سے شمار ہو گا۔ لیکن اس حدیث کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ کفار کی مشابہت تام ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس کسی نے بھی سرزمین کفار پر گھر آباد کیا اور ان کے تہواروں مہرجان و نیروز یعنی دسہرہ و کرسمس کو مناتا رہا، آخری دم تک ان کی مشابہت اختیار کیے رکھی تو قیامت کے دن اس کا حشر انہی کے ساتھ ہو گا۔ کفار سے بعض امور میں مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔ ان سے بالکلیہ مشابہت اختیار کرنا کفر ہے۔ اس بارے میں یہ قول بھی ہے کہ کفار سے کفر میں مشابہت اختیار کرنا کفر ہے اور معصیت میں مشابہت اختیار کرنا معصیت ہے۔ ان کے شعائر میں ان سے مشابہت اختیار کرنا مکروہ ہے۔[10]

شیخ عبد الحق دہلویؒ کی تحقیق

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ متوفی 1052 ہجری بیان فرماتے ہیں: جو بھی شخص کسی بھی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا تو اس کا شمار اسی قوم میں سے ہو گا۔ حدیث میں چونکہ تشبہ کو مطلقاً بیان کیا گیا ہے، لہذا اعمال، طرق اور لباس کو یہ تشبہ شامل ہو گا۔ یہ عام ہے خواہ برے لوگوں کے ساتھ مشابہت ہو یا نیک لوگوں کے ساتھ مشابہت ہو۔ اگر یہ تشبہ اعمال و اخلاق میں ہو گا تو اس کا حکم ظاہر و باطن دونوں میں جاری ہو گا اور اگر تشبہ صرف لباس میں ہو تو اس کا حکم صرف ظاہر میں ہو گا۔ اگر کوئی شخص مثلاً سکھوں کا لباس اور ان کی وضع قطع اختیار کرے تو اس کا سکھوں میں شمار ہو گا۔ وہ حقیقت میں سکھ نہیں بن جائے گا اور نہ ہی روز قیامت سکھوں میں اُٹھے گا۔ البتہ اس کے ظاہر لباس اور وضع قطع کو دیکھ کر اس کو دیکھنے والے سکھ خیال کریں گے۔ زیادہ تر عرف میں اس مشابہت کو لباس پر محمول کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے حدیث کو کتاب اللباس میں ذکر کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس کی جو چیز مشابہ ہو گی وہ اس چیز کے حکم میں ہو گی۔ اگر ظاہر میں مشابہت ہے تو ظاہر میں اس چیز کے حکم میں ہو گی۔ اگر باطن میں اس کے مشابہ ہے تو باطن میں اس چیز کے حکم میں ہو گی۔[11]

فقہاء احناف کی تحقیق

حنفی فقیہ علامہ ابن نجیمؒ متوفی 970ھ نے البحر الرائق میں کفار و فساق سے مشابہت سے متعلق یہ تحقیق بیان کی ہے کہ " مشابہت سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہم کھانے پینے اور دیگر اس طرح کے کام کرنے سے مشابہت کے زمرے میں آتے ہیں۔ کیونکہ اس

طرح کے کام تو کفار عام کرتے ہیں۔ جو مشابہت ممنوع قرار دی گئی ہے اس سے مراد مذموم کاموں میں مشابہت اختیار کرنا ہے یعنی جس کام کو ان کے ساتھ مشابہت کے ارادے سے کیا جائے ایسی مشابہت ممنوع ہے۔ جامع صغیر میں قاضی خان نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔"[12] امام علاؤ الدین حصکفیؒ نے بھی مشابہت سے متعلق اس طرح کا قول بیان کیا ہے جس کا حاصل ہے کہ "کفار کے ساتھ مشابہت ہر چیز میں مکروہ نہیں ہے بلکہ صرف مذموم چیزوں میں ہی تشبہ مکروہ ہے اور جن کاموں میں تشبہ کا قصد کیا گیا ہو۔"[13]

مولانا احمد رضا خانؒ کی تحقیق

مولانا احمد رضا خان اس مسئلے کے متعلق ایک طویل فتویٰ میں مکمل تحقیق بیان کرنے کے بعد خلاصہ کے طور پر لکھتے ہیں:

"خطاب واسباب میں کفار سے مشابہت ممنوع ہے اور عالم ہو کر ایسا کرے تو سخت معیوب ہے۔ مگر فھو منھم اس کے لیے ہے جو کفار کے دینی شعار میں بالقصد معاذ اللہ اس کی پسند کے طور پر کی جائے۔"[14]

کفار و فساق کی مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت سے متعلق میری تحقیق یہ ہے کہ مشابہت دو طرح سے ہے۔ ایک ظاہری جیسے لباس کا شکل صورت وغیرہ میں مشابہت اختیار کرنا۔ یہ مکروہ ہے مگر اس سے کفر لازم نہیں آتا اور نہ ہی اس سے دائرہ اسلام سے خارج ہونا ثابت ہوتا ہے، کیونکہ ایسی مشابہت دل کے قصد و ارادے سے نہیں کی جاتی بلکہ ماحول و معاشرے کے اثرات سے متاثر ہو کر اکثر اختیار کی جاتی ہے۔ یہ مشابہت آج کل دیگر اقوام کے ساتھ زیادہ رابطے قائم ہونے کی وجہ سے عام ہو چکی ہے۔ دوسری مشابہت وہ ہے جو کفار کے مذہبی شعائر میں کی جائے اور دل کے قصد و ارادہ کے ساتھ کی جائے۔ اس طرح کی مشابہت اختیار کرنے سے ایک مسلمان کے دل سے اسلامی شعائر پر عمل اور ان کی اہمیت آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہے۔ اگر وہ مرتے دم تک بالقصد غیروں کے شعائر کی مشابہت اختیار کرتا رہتا ہے تو یوں وہ اسلام کے دائرہ سے نکل جاتا ہے اور غیروں کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ عام کھانے پینے کے طریقوں میں کفار سے مشابہت مباح ہے کیونکہ یہ ہر انسان کی ضرورت ہے۔ جبکہ ظاہری لباس و وضع قطع میں کفار سے مشابہت مکروہ ہے۔ دل کے ارادے و قصد کے ساتھ ان کی مذہبی شعار اختیار کرنا حرام ہے۔

ظہار کا حکم

مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ اللَّائِي تُظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ[15]

اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبیؒ نے مسئلہ ظہار کو بیان کیا ہے۔ کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ تم میرے لیے میری ماں کی پشت کی طرح ہو، اس کو عام اصطلاح میں ظہار کہا جاتا ہے اور قرآن کریم میں اس طرح کہنے سے یعنی ایسے ظہار کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ اس فقہی حکم کی مزید تحقیق درج ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔[16]

ظِہار کی تعریف

فقہ کی اصطلاح میں ظِہار کی یہ تعریف بیان کی جاتی ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ تم میری ماں کی پشت کی طرح ہو یا یہ کہے کہ تیرا فلاں عضو میری ماں کے عضو یا میرے محرم کے عضو کی طرح ہے۔ اس طرح خود بیوی کو کسی محرم کے ساتھ تشبیہ دینا یا بیوی کے کسی عضو کو کسی محرم کے عضو کے ساتھ تشبیہ دینا ظہار کہلاتا ہے۔[17]

ظہار کا حکم

جب کسی نے اپنی بیوی کو اپنی ماں سے تشبیہ دی یا اپنی بیوی کے عضو کو ماں کے عضو سے تشبیہ دی یا یہ کہا کہ تمہارا نصف یا

تمہارا ثلث میری ماں کے ثلث کی مثل ہے تو اس سے ظِہار ثابت ہو جاتا ہے۔ ظِہار کا حکم یہ ہے کہ اس کے ثابت ہو جانے کے بعد مرد پر اس کی بیوی سے جماع کرنا اور بوس و کنار وغیرہ کرنا حرام ہو جاتا ہے۔

ظِہار کے الفاظ ادا کرنے کے بعد مرد کی نیت دیکھی جاتی ہے کہ ان الفاظ سے اس کی کیا مراد تھی اگر اس نے کہا میری ان الفاظ سے یہ نیت تھی کہ تم میری ماں کی طرح معزز ہو تو اس سے ظِہار یا طلاق کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ اگر مرد نے کہا کہ ان الفاظ سے میری نیت ظِہار کی تھی تو اس سے ظِہار ثابت ہو جائے گا۔ اگر مرد نے کہا ان الفاظ سے میری نیت طلاق کی تھی تو اس سے طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔[18]

ظہار سے ممانعت پر قرآن کریم میں کچھ آیات وارد ہوئی ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْؕ-اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الا وَلَدْنَهُمْؕ- وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًاؕ-وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ۔[19]

تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں، وہ حقیقت میں ان کی مائیں نہیں ہیں۔ ان کی مائیں تو صرف وہ ہیں جن کے بطن سے وہ خود پیدا ہوئے ہیں۔ بیشک یہ لوگ نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ معاف کرنے والا اور بہت بخشنے والا ہے۔

ظِہار کے کفارہ سے متعلق ایک یہ آیت ہے:

وَ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّاؕ-ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖؕ-وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ-فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّاۚ-فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًاؕ-ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖؕ-وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِؕ- وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔[20]

جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنے قول سے رجوع کر لیں تو زوجیت کا عمل کرنے سے پہلے ان کے ذمے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ اس کے ساتھ تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھنے والا ہے اور جو شخص غلام کو نہ پائے اس کے ذمہ زوجیت کا عمل کرنے سے پہلے دوماہ کے مسلسل روزے رکھنا ہے، اور اگر وہ روزے کی طاقت نہ رکھے تو اس کے ذمہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ یہ حکم اس لیے ہے تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ یہ اللہ کی حدود ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں ظہار ثابت ہو جانے کے بعد اس کا کفارہ ادا کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ کفارہ ظہار یہ ہے کہ جس پر ظہار ثابت ہو جائے تو وہ کفارے کے طور پر ایک غلام آزاد کرے۔ اگر کسی کے پاس غلام نہیں ہے جیسا کہ آج کل کا دور ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا اسی مقدار کا غلہ مسکینوں کو بطور صدقہ دے۔ کھانا کھلانے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتا تو اسے چاہیے کہ وہ دو مہینے یعنی ساٹھ روزے رکھے۔

طلاق کی نیت سے بیوی کو ماں بہن کہنے کا حکم

اگر کوئی شخص بغیر طلاق کی نیت سے اپنی بیوی کے بارے میں کہے کہ یہ میری بہن ہے تو اس سے نہ ظہار ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی طلاق واقع ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں بیان ہوا ہے کہ انہوں نے ایک موقع پر اپنی زوجہ حضرت سارہ علیہا السلام کے متعلق فرمایا تھا کہ میری بہن ہے۔[21] اس حدیث سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر کسی

نیت کے اپنی بیوی کے متعلق یہ کہے کہ یہ میری بہن ہے تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ایک روایت میں اس طرح کا ایک دوسرا واقعہ ہے۔حضرت ابو تمیمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ اپنی بیوی کو کہتا ہے تو میری بہن ہے۔حضور ﷺ نے اس طرح کہنے کو مکروہ قرار دیا اور اس شخص کو یہ کہنے سے منع فرمادیا۔[22] اس حدیث کے متعلق ابن عابدین شامیؒ متوفی 1252 ہجری لکھتے ہیں:

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ یہ ظہار کا قول نہیں ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے سوائے کراہت اور ممانعت کے اور کوئی حکم نہیں بیان فرمایا۔اسی طرح کوئی شخص اگر اپنی بیوی کو اے بیٹی کہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔[23]

مذکورہ بالا روایات و اقوال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اپنی بیوی کو بیٹی یا بہن کہنے سے نہ ہی طلاق واقع ہوتی ہے اور نہ ہی ظہار ثابت ہوتا ہے۔اس طرح کہنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا، کیونکہ اس طرح کہنا جھوٹ اور واقعے کے خلاف بات ہے۔فقہاء نے تو یہاں تک بیان کر دیا ہے کہ اگر کوئی طلاق کی نیت سے بھی اپنی بیوی کو بیٹی یا بہن کہہ دے تو اس سے بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔اس سے متعلق قاضی خانؒ متوفی 592 ہجری لکھتے ہیں:

"اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو نے فلاں کام کیا تو تو میری ماں ہے اور اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے، تو اس کا یہ قول باطل ہے۔اس پر کچھ لازم نہیں آئے گا یعنی اس کی بیوی حرام نہ ہو گی۔"[24]

فتاویٰ قاضی خان کی اس مذکورہ بالا عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص طلاق کی نیت سے اپنی بیوی کو اپنی ماں یا بہن بیٹی کہے تو اس سے بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔اس سے متعلق ایک قول ابن عابدین شامیؒ کا ہے۔اس بارے میں وہ لکھتے ہیں:

"اگر کسی شخص نے بغیر تشبیہ دیتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا تو میری ماں ہے۔تو اس کا یہ قول باطل ہے، خواہ اس نے طلاق کی نیت بھی کی ہو۔"[25]

اس مسئلے سے متعلق ایک قول ابراہیم بن محمد حلبیؒ متوفی 956 ہجری کا ہے۔اس بارے میں ان کا مؤقف یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو میرے لیے میری ماں کی مثل ہے۔اس میں اس کی نیت اگر بیوی کے معزز ہونے سے متعلق تھی تو اس کی بات کی تصدیق کی جائے گی۔اگر اس سے اس کی نیت ظہار کی تھی تو اس سے ظہار مراد لیا جائے گا۔اگر اس کی اس سے طلاق کی نیت تھی تو اس سے طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔اگر اس نے کوئی نیت نہیں کی تو اس سے کوئی بھی حکم ثابت نہ ہو گا۔[26]

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس مسئلے کے بارے میں تمام صحیح احادیث اور معتبر و مستند فتاویٰ جات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی ہے کہ کوئی بھی شخص خواہ طلاق کی نیت سے کہے یا اپنی بیوی کو خود پر حرام کرنے کی نیت سے اپنی بیوی کو یہ کہے تو میری ماں یا بہن یا بیٹی ہے۔تو اس کی بیوی کو طلاق ہو گی اور نہ ہی بیوی اس پر حرام ہو گی۔کیونکہ اس شخص کا یہ کہنا واقعہ کے خلاف ہے اور جھوٹ پر مبنی ہے۔لہٰذا اس شخص کو یہ کہا جائے گا کہ اپنی اس بات پر توبہ کرو۔یہ مسئلہ چونکہ بہت اہم تھا۔کیونکہ عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بیوی کو ماں بہن کہنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔اس لیے یہ مسئلہ تحقیق کے ساتھ یہاں بیان کر دیا گیا ہے۔

منہ بولے بیٹے سے متعلق حکم کی تحقیق

مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ اللَّائِي تُظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ

جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا [27]

یہ آیات حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا تعلق یمن کے معزز قبیلہ بنو قضاعہ سے تھا۔ ان کی والدہ سعدیٰ کا تعلق بنو معن قبیلے سے تھا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی والدہ اپنے بیٹے کو اپنے میکے لے کر گئی۔ تب حضرت زید رضی اللہ عنہ بہت کم عمر تھے۔ اس موقع پر قبیلہ بنو قین کے سوار لوٹ مار کر کے واپس آرہے تھے کہ انہوں نے خیمہ کے سامنے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اس کو اٹھالیا اور ساتھ لے گئے۔ انہوں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو غلام بنا کر عکاظ کے بازار میں فروخت کے لیے پیش کر دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضرت حکیم بن حزام نے چار سو درہم میں خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ بنت خویلد کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جب حضور ﷺ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا تو انہوں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے۔ جب ان کے والد نے حضرت زید کو ڈھونڈ لیا تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے والد کے ساتھ جانے کی بجائے حضور ﷺ کے پاس رہنے کو ترجیح دی۔ حضور ﷺ نے حضرت زید کی یہ محبت دیکھ کر ان کو اپنا بیٹا بنالیا اور ان کو گود میں بٹھا کر فرمایا: گواہ ہو جاؤ زید میرا بیٹا ہے یہ میرا وارث ہو گا اور میں اس کا وارث ہوں گا۔ اس کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زید بن محمد کہا جانے لگا اور یہاں تک کہ اسلام کا ظہور ہو گیا۔[28] جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں زید بن حارثہ ہوں۔[29]

منہ بولے بیٹے کو اصل باپ کے نام سے پکارنے کا حکم

اس آیت کے نازل ہونے سے قبل لوگ منہ بولے بیٹے کو اپنا حقیقی بیٹا تصور کرتے تھے اور اس کو تمام حقوق حقیقی بیٹوں والے ہی دیے جاتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو شریعت کا یہ حکم مقرر ہو گیا کہ اب سے اپنے منہ بولے بیٹے کو ان کے اصل باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت ہے۔ جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ہم ان کو زید بن محمد کہا کرتے تھے۔ حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی: "منہ بولے بیٹے کو ان کے حقیقی باپ کی طرف منسوب کر کے بلاؤ۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے۔"[30]

زمانہ جاہلیت میں منہ بولے بیٹے سے متعلق یہ تصور عام تھا کہ جو شخص کسی کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیتا تھا تو لوگ اس کو اسی شخص کی طرف منسوب کر کے پکارتے تھے۔ یہ منہ بولا بیٹا اس شخص کی میراث کا وارث بھی بن سکتا تھا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی تو اسلام نے اس تصور کو ختم کر دیا۔[31]

موجودہ دور میں لے پالک بیٹا بنانے کا رجحان بہت عام ہوتا جارہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بے اولادی کا مرض بڑھتا جارہا ہے اور معاشرے میں ہر تیسرا چوتھا جوڑا اولاد کی نعمت سے محروم ہے۔ اپنی اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اکثر جوڑے لے پالک بیٹے بیٹیاں اپنارہے ہیں۔ ایسے میں ضرورت ہے کہ منہ بولے بیٹے کے بارے میں چیدہ چیدہ احکام واضح کر دیے جائیں۔ تاکہ اس معاملے میں کوئی غلط فہمی یا گمراہی کا وہمہ نہ رہ جائے۔

حاصل بحث

زیر نظر مقالہ میں سورۃ الاحزاب میں بیان ہونے والے اہم فقہی مسائل کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ اس تحقیق میں امام قرطبی کی معروف تفسیر الجامع لاحکام القرآن کو بنیادی ماخذ قرار دیتے ہوئے متعلقہ آیات کے فقہی پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے،

جبکہ ائمۂ فقہ اور دیگر جلیل القدر اہلِ علم کی آراء اور متعلقہ احادیثِ نبویہ سے بھی استناد کیا گیا ہے۔ ابتدا میں سورۃ الاحزاب کے نام، وجہِ تسمیہ، زمانۂ نزول اور اہم مضامین کا مختصر تعارف پیش کرنے کے بعد بالخصوص کفار و فاسقین سے مشابہت، ظہار، بیوی کو ماں، بہن یا بیٹی کہہ کر پکارنے کے شرعی احکام، اور متبنّٰی کے متعلق شرعی مسائل کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔

تحقیق سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ غیر مسلموں سے مشابہت کا شرعی حکم اس کی نوعیت، نیت اور مذہبی شعائر و امتیازی اعمال سے تعلق کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے؛ لہٰذا عام عرفی و معاشرتی امور اور غیر مسلموں کے مخصوص مذہبی شعائر و امتیازی طریقوں کو یکساں قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اسی طرح ظہار کی حقیقت، اس کے شرعی نتائج اور کفارۂ ظہار کو قرآن و سنت اور معتبر فقہی مصادر کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ مزید برآں، محض بیوی کو ماں، بہن یا بیٹی کہہ دینے سے لازماً طلاق یا ظہار واقع نہیں ہوتا، بلکہ الفاظ کی نوعیت، نیت اور متعلقہ شرعی اصولوں کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ متبنّٰی کے مسئلے میں سورۃ الاحزاب یہ بنیادی اصول واضح کرتی ہے کہ منہ بولے بیٹے کو اس کے حقیقی والد کی طرف منسوب کیا جائے اور نسب کے احکام میں حقیقی اور متبنّٰی بیٹے کے مابین امتیاز برقرار رکھا جائے۔

References

1 Al-Qurʾān, 33:36.

2 Al-Qurʾān, 33:1.

3 Al-Qurṭubī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Bakr, *al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān* (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, 1964), 14:106–108.

4 Al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl ibn Ibrāhīm ibn al-Mughīrah, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* (Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH), Kitāb al-Libās, Bāb al-Ṣibgh, ḥadīth no. 5899.

5 Muslim, Abū al-Ḥusayn Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1955), Kitāb al-Ṭahārah, Bāb Khiṣāl al-Fiṭrah, ḥadīth no. 260.

6 Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath ibn Isḥāq al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd* (Beirut: al-Maktabah al-ʿAṣriyyah, n.d.), Kitāb al-Libās, ḥadīth no. 4032.

7 Al-Haythamī, Nūr al-Dīn ʿAlī ibn Abī Bakr, *Majmaʿ al-Zawāʾid wa-Manbaʿ al-Fawāʾid* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2001), 5:131.

8 Al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā ibn Sawrah, *Jāmiʿ al-Tirmidhī* (Egypt: Sharikat Maktabat wa-Maṭbaʿat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1975), Kitāb al-Istiʾdhān wa-al-Ādāb, ḥadīth no. 2695.

9 Al-Qurʾān, 5:51.

10 Al-Manāwī, Zayn al-Dīn Muḥammad ʿAbd al-Raʾūf, *Fayḍ al-Qadīr Sharḥ al-Jāmiʿ al-Ṣaghīr* (Riyadh: Maktabat Nizār Muṣṭafā al-Bāz, 1418 AH), 11:5744.

11 Al-Dihlawī, ʿAbd al-Ḥaqq ibn Sayf al-Dīn, *Ashiʿat al-Lamaʿāt* (Lucknow: Maṭbaʿ Tij Kumar, n.d.), 3:547.

12 Ibn Nujaym, Zayn al-Dīn ibn Ibrāhīm ibn Muḥammad, *al-Baḥr al-Rāʾiq Sharḥ Kanz al-Daqāʾiq* (Egypt: al-Maṭbaʿah al-Kubrā al-Amīriyyah, 1311 AH), 2:11.

13 Al-Ḥaskafī, ʿAlāʾ al-Dīn Muḥammad ibn ʿAlī, *al-Durr al-Mukhtār Sharḥ Tanwīr al-Abṣār* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1419 AH), 2:331.

14 Barelwī, Imām Aḥmad Riḍā Khān, *Fatāwā Riḍawiyyah* (Karachi: Maktabat Riḍawiyyah, 1412 AH), 2:320.

15 Al-Qurʾān, 33:4.

16 Al-Qurṭubī, *al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān*, 14:116–119.

17 Al-Marghīnānī, Burhān al-Dīn Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Abī Bakr, *al-Hidāyah fī Sharḥ Bidāyat al-Mubtadī* (Multan: Maktabat Shirkat ʿIlmiyyah, n.d.), 2: 41.

18 Ibid, p. 309.

19 Al-Qurʾān, 58:2.

20 Al-Qurʾān, 58:3–4.
21 Muslim, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Faḍāʾil, ḥadīth no. 2371.
22 Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb al-Ṭalāq, ḥadīth no. 2211.
23 Ibn ʿĀbidīn al-Shāmī, Muḥammad Amīn ibn ʿUmar ibn ʿAbd al-ʿAzīz, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1419 AH), 4:105.
24 Qāḍī Khān, Fakhr al-Dīn Ḥasan ibn Manṣūr al-Uzjandī, *Fatāwā Qāḍī Khān* (Egypt: al-Maṭbaʿah al-Kubrā al-Amīriyyah, 1310 AH), 1:519.
25 Ibn ʿĀbidīn al-Shāmī, *Radd al-Muḥtār ʿalā al-Durr al-Mukhtār*, 5:95.
26 Al-Ḥalabī, Ibrāhīm ibn Muḥammad, *Multaqā al-Abḥur maʿ Majmaʿ al-Anhur* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1419 AH), 2:118.
27 Al-Qurʾān, 33:4–5.
28 Ibn ʿAsākir, Abū al-Qāsim ʿAlī ibn al-Ḥasan ibn Hibat Allāh, *Tārīkh Madīnat Dimashq*, ḥadīth no. 4576.
29 Al-Ṭabarānī, Abū al-Qāsim Sulaymān ibn Aḥmad, *al-Muʿjam al-Kabīr*, 2:422.
30 Al-Qurʾān, 33:5.
31 Al-ʿAynī, Badr al-Dīn Maḥmūd ibn Aḥmad, *ʿUmdat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1421 AH), 19:165.